قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (درِ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

امام مذکور کا باوجود اس محولہ بالا روایت کو دیکھنے کے مِنَ السَّمَاءِ چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ یہ حدیث کا حصہ نہیں، بعد کی ایزاد ہے۔ بہر حال حدیث نہیں۔ فَانْدَفَعَ الشَّکُّ مِنْہُ۔

حیاتِ مسیح کی گیارھویں دلیل

حدیث میں ہے اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ (جامع البیان ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۹) کہ یقیناً عیسیٰؑ نہیں مرے۔

جواب :- ابن جریر بلحاظ حوالہ حدیث قابلِ استناد نہیں بوجہ ذیل :-

شاہ عبدالعزیز صاحب محدثِ دہلویؒ اپنی تصنیف عجالہ نافعہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

" اور طبقہ رابعہ وہ حدیثیں ہیں جن کا نام ونشان پہلے قرنوں میں معلوم نہیں تھا اور متاخرین نے روایت کی ہیں تو ان کا حال دو شقوں سے خالی نہیں۔ یا سلف نے تفحص کیا اور ان کی اصل نہ پائی کہ انکی روایت سے مشغول ہوتے یا انکی اصل پائی اور ان میں قدح وعلت دیکھی کہ روایت نہ کیا اور دونوں طرح یہ حدیثیں قابلِ اعتماد نہیں کہ کسی عقیدہ کے اثبات پر عمل کرنے کو ان سے سند لیں۔ اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کی راہزنی کی ہے۔ اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بہت تصنیف ہوئی ہیں تھوڑی سی ہم بیان کرتے ہیں :-

کتاب الضعفاء لابن حبان۔ تصانیف الحاکم۔ کتاب الضعفاء للعقیلی، کتاب الکامل لابن عدی۔ تصانیف خطیب۔ تصانیف ابن شاہین اور تفسیر ابن جریر (عجالہ نافعہ صفحہ ۶)

مراسیل حسن بصریؒ

۲- یہ روایت مرفوع متصل نہیں بلکہ مرسل ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے جو تابعی تھے صحابی نہ تھے۔ مراسیل حسن بصریؒ کے متعلق لکھا ہے :-

" مَا اَرْسَلَ فَلَیْسَ بِحُجَّۃٍ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶) یعنی حسن بصری کی مرسل روایت حجت نہیں ہوتی۔ لہٰذا لَمْ یَمُتْ والی روایت بھی حجت نہیں، حضرت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں :-

لَیْسَ فِی الْمُرْسَلَاتِ اَضْعَفُ مِنَ الْمُرْسَلَاتِ الْحَسَنِ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ و صفحہ ۳۸۲ زیر لفظ عطاء بن ابی رباح)

غیر احمدی :- حضرت حسن بصریؒ کی مرسل میں تو وہی کلام کرے گا جس کو ان کے اقوال کا پورا علم نہ ہو۔ کیونکہ حسن بصریؒ نے جس قدر روایات صحابی کا نام لئے بغیر آنحضرتؐ سے کی ہیں وہ سب کی سب انہوں نے حضرت علیؓ سے لی ہیں، لیکن حجاج بن یوسف کے خوف سے انہوں نے حضرت علیؓ کا نام نہیں لیا۔

جواب ۱ :- یہ تو حضرت حسن بصریؒ پر کسی انسان کے خوف سے حق نہ کہنے کا الزام ہے۔ ۲۔ یہ ثابت ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔ ملاحظہ ہو۔

عَنْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ بِنْدَارٌ عَنِ ابْنِ الْمَهْدِيِّ ---- فَقَالَ هٰذَا كَذِبٌ وَاَنْكَرَهُ اَشَدَّ الْاِنْكَارِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الدَّوْرَقِيِّ ---- فَرَاَيْتُ يَحْيٰى لَا يَعْبَاءُ بِهٖ وَيَسْتَضْعِفُهُ قَالَ وَرَاَيْتُ الْقَوَارِيْرِيَّ لَا يَرْضَاهُ بِهٖ ۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)۔

یعنی عمر بن علی نے حلف اُٹھا کر کہا کہ یہ راوی ہر اس روایت میں جو وہ یحیٰی سے روایت کرتا تھا جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن المدینی نے اس راوی کی اُس روایت کی جو اس نے ابن مہدی سے لی ہے کذب قرار دیا۔ یحیٰی ابن معین نے اس راوی کو بے وقعت اور ضعیف قرار دیا ہے اور اسے قواریری نے بھی پسندیدہ راوی قرار نہیں دیا۔ اسی طرح اس روایت کا دوسرا راوی یزید بن ہارون ہے، اس کے متعلق یحیٰی بن معین کا قول یہ ہے کہ یَزِیْدُ لَیْسَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّہٗ لَا یُمَیِّزُ وَلَا یُبَالِیْ عَمَّنْ رَوٰی۔ (تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۸) کہ یہ راوی تو حدیث کے جاننے والوں میں سے تھا ہی نہیں۔ کیونکہ نہ یہ تمیز کرتا تھا اور نہ پرواکرتا تھا کہ کس سے روایت لے رہا ہے۔ پس یہ "چار کونسل" والی روایت بھی ناقابلِ اعتبار ہے۔

حیاتِ مسیح کی سولھویں دلیل

یَنْزِلُ اَخِیْ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ عَلٰی جَبَلِ اَفِیْقَ۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ مصری)

جواب :- ۱۔ یہ بے سند قول ہے۔

۲۔ صاحب کنز العمال نے اسے ابن عساکر کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اس کے آگے "کر" کے حروف درج ہیں اور ابن عساکر کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے رسالہ عجالۂ نافعہ صفحہ ۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں :- "وطبقۂ رابعہ احادیثے کہ نام ونشان آنہا، در قرونِ سابقہ معلوم نبود ومتاخران انرا روایت کردہ اند۔ پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند وآنہارا اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا مے شدند۔ یا۔ یافتند ودراں قدحے وعلتے دیدند کہ باعث شد ہمہ انہارا برطرق روایت انہا وعلی کل تقدیر ایں احادیث قابلِ اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود وَ لَنِعْمَ مَا قَالَ بَعْضُ الشُّیُوْخِ فِیْ اَمْثَالِ ھٰذَا ؎

فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ
وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

وایں قسم احادیث راہ بسیارے از محدثین زدہ است ---- دریں قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند برخے را بشماریم کتاب الضعفاء لابن حبان ---- تفسیر ابن جریر ---- تصانیف ابن عساکر۔"

یعنی طبقہ رابعہ وہ حدیثیں ہیں جن کا نام ونشان پہلے قرنوں میں معلوم نہیں تھا اور متاخرین نے روایت کی ہیں تو ان کا حال دو شقوں سے خالی نہیں، یا سلف نے تفحص کیا اور انکی اصل نہ پائی کہ ان کی روایت سے مشغول ہوتے۔ یا انکی اصل پائی اور ان میں قدح اور علت دیکھی کہ روایت نہ کیا اور دونوں طرح یہ حدیثیں قابلِ اعتبار نہیں کہ کسی عقیدہ کی اثبات پر یا عمل کرنے کو ان سے سند لیں اور کسی بزرگ نے ان جیسوں کے متعلق

کیا خوب شعر فرمایا ہے کہ اگر تو تجھے علم نہ ہو تو یہ مصیبت ہے لیکن اگر تجھے علم ہو تو یہ مصیبت اور بھی بڑھ جاتی ہے
اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کی راہزنی کی ہے۔ اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بہت تصنیف ہوئی ہیں۔ تھوڑی سی ہم بیان کرتے ہیں۔ کتاب الضعفاء لابن حبان ..... تفسیر ابن جریر ...... ابن عساکر کی جملہ تصانیف۔

پس یہ روایت ابن عساکر میں ہونے کے باعث ہی کمزور ہے۔

۴۔ تمہاری وہ منارۂ دمشقی کے پاس نازل ہونے والی روایت مندرجہ ترمذی، مسلم، ابوداؤد وغیرہ کہاں گئی؟

حیاتِ مسیحؑ کی سترہویں دلیل

معراج کی رات آنحضرت نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تو ان کا حُلیہ عُروہ بن مسعود کی طرح بیان فرمایا (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الرویاء باب فی المعراج بروایت ابوہریرہ) (مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السمٰوت وفرض الصلوٰۃ بروایت جابر جلد ۱ صـ۹۴) اور مسلم میں دوسری جگہ جہاں آخری زمانہ میں نزولِ مسیح کا ذکر کیا ہے، وہاں بھی اس کا حُلیہ "کَاَنَّہٗ عُرْوَۃُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ" (عروہ بن مسعود کی طرح) بیان فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ مسیح ایک ہی ہے (محمدیہ پاکٹ بک صـ۵۵۲ بار دوم)۔

جواب:۔ تمہاری پیش کردہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں:۔

پہلی روایت:۔ یہ روایت مسلم جلد ۱ صـ۹۴ مصری میں ہے۔ اس کا ایک راوی ابوالزبیر محمد بن مسلم مکّی ہے جو ضعیف ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ کَانَ اَیُّوْبُ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوالزُّبَیْرِ وَاَبُوالزُّبَیْرِ اَبُوالزُّبَیْرِ..... کَانَ یَضْعِفُہٗ.... قُلْتُ لِشُعْبَۃَ مَالَکَ تَرَکْتَ حَدِیْثَ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ رَأَیْتُہٗ یَزِنُ...... قَالَ شُعْبَۃُ..... قَدِمْتُ مَکَّۃَ فَسَمِعْتُ مِنْ اَبِی الزُّبَیْرِ فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَہٗ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَسَأَلَہٗ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَافْتَرٰی عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ یَا اَبَا الزُّبَیْرِ تَفْتَرِیْ عَلٰی رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّہٗ اَغْضَبَنِیْ قُلْتُ وَمَنْ یُغْضِبُکَ تَفْتَرِیْ عَلَیْہِ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ و ۴۴۱ و میزان الاعتدال جلد ۲ صـ۴۳۶ و صـ۴۳۷)۔

یعنی ایوب اور عینیہ کہا کرتے تھے کہ ہم سے ابوزبیر نے روایت کی ہے اور ابوزبیر بس ابوزبیر ہی ہے" یعنی وہ اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ ورقاء کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے پوچھا کہ آپ نے ابوزبیر کی روایت کو ترک کیوں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے..... ایکدفعہ میں مکہ میں ابوزبیر کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے ابوزبیر نے ایک شخص پر افتراء کیا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایک مسلمان پر افتراء کرنے کی جرأت کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس پر افتراء اس لئے کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے غصہ دلایا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا جو شخص تم کو ناراض کرے گا تو اس پر افتراء کریگا۔

۲۔ اس روایت کا دوسرا راوی قتیبہ بن سعید الثقفی ہے یہ بھی ضعیف ہے چنانچہ لکھا ہے۔ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ حَدِیْثُہٗ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ مَجْہُوْلٌ فِی النَّسَبِ وَالرِّوَایَۃِ وَاِسْنَادُہٗ لَا یَصِحُّ۔